حلقۂ احباب

قارئین سے

مولانا سنبھلی کی کتاب "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر" کے نام پر کھلی جعل سازی

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

نقیبِ ختم نبوت باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ آپ نے مخدومی سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی تقاریر کی اشاعت کا اہتمام کر کے جہالت کے خلاف علمی جہاد کیا ہے۔ خاص طور پر اس مرتبہ حضرت کی تقریر "یزیدی کون؟" احباب نے پسند کی ہے۔ ہم سب احباب آپ کے شکر گزار ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ جی کے ایمان و عمل میں برکت عطاء فرمائے اور صحت سے نوازے۔ (آمین)

اس وقت میں آپ کی اور جملہ قارئین کی توجہ ایک بہت بڑے فراڈ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پہلے تو ہم سنتے تھے کہ دو نمبر آٹا ہے، دو نمبر نمک ہے، دو نمبر مرچ ہے، دو نمبر صابن اور دو نمبر رنگ ہے، دو نمبر کپڑا ہے مگر گزشتہ کئی دنوں سے یہ دیکھ کر میں حیران ہوں کہ مارکیٹ میں دو نمبر مولویوں کی بھی بہتات ہو گئی ہے۔ جنہیں میں رافضی نما مسلمان کہتا ہوں۔

آپ کے علم میں ہے کہ مفکر اسلام مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ (لکھنؤ) کے فرزندِ گرامی محترم عتیق الرحمن سنبھلی صاحب نے گزشتہ سال اپنی معرکۃ الآرا کتاب "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر" لکھنؤ سے شائع کی جسے برصغیر کے تمام علمی حلقوں میں بے پناہ پذیرائی ملی۔ جونہی یہ کتاب چھپ کر پاکستان آئی تو لاہور کے ایک تاجر کتب جو قاضی مظہر چکوالی صاحب کے مرید باصفا بھی ہیں کے ہاتھ لگ گئی۔ موصوف کتب فروشی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اور اس فن میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ چونکہ "واقعہ کربلا" کا دیباچہ حضرت مولانا منظور نعمانی مدظلہ کے قلمِ حقیقت رقم سے نکلا ہے اور تاجر مذکور پہلے بھی مولانا نعمانی کی شہرہ آفاق کتاب "ایرانی انقلاب" کے کئی ایڈیشن شائع کر کے خاصی "چمک" پیدا کر چکے ہیں۔ اس سنہری موقع کو وہ کب ہاتھ سے جانے دیتے تھے۔ چنانچہ موصوف نے کتاب واقعہ کربلا کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ طباعت مکمل ہوئی تو لاہور کے ہی ایک بزرگ جو چکوالی صاحب کے مسلک کے مبلغ و پشتیبان ہیں کو اس کی خبر ہو گئی۔ چکوال سے لاہور تک کے خانقاہی ماحول میں ایک ارتعاش پیدا ہو گیا۔ تاجر موصوف سے کہا گیا کہ عتیق الرحمن سنبھلی خارجی ہو گیا ہے۔ لہذا کتاب کی اشاعت روک دی جائے اور مولانا منظور نعمانی مدظلہ جن کا شمار اب تک اہلِ حق میں ہوتا تھا اور ان کی بے شمار کتابیں انہی تاجروں کے رزق کا وسیلہ تھیں انہیں بھی "واقعہ کربلا" کا مقدمہ لکھنے کے جرم کی پاداش میں "خارجی" قرار دے دیا گیا۔

کتب فروش نے اپنے پیروں کو جھوٹ بول کر یقین دلا دیا کہ طبع شدہ کتاب کے تمام نسخے نذرِ آتش کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ فتویٰ بھی صادر کر دیا کہ اس کتاب کو بیچنا، خریدنا اور شائع کرنا قطعی حرام ہے۔ جبکہ حقیقت اسکے برعکس تھی۔ لاہور کے کتب فروش نے گوجرانوالہ کے ایک کتب فروش کو تمام نسخے فروخت کئے۔ وہ بھی چک والی صاحب کا مُرید باصفا ہے۔ گوجرانوالہ کے کتب فروش نے صادق آباد کے ایک مکتبہ کا نام لکھ کر کتاب مارکیٹ میں پیش کر دی۔ اس کے کئی ایڈیشن شائع کر کے چاندی کھری کی اور خاصی چمک پیدا کر لی۔ اخلاقی پستی کا یہ عالم ہے کہ اب بھی وہ مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ اور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کو خارجی کہتے ہیں اور خیر سے دونوں مولوی ہیں اصلی نہیں "دو نمبر"

لاہور کے چک والی کتب فروش نے ایک فراڈ کے بعد دوسرے فراڈ کی ٹھانی اور کراچی کے ایک مولوی عبدالرشید نعمانی صاحب کے چند پرانے رسائل جمع کر کے سنبھلی صاحب ہی کی کتاب کا عنوان چُرا کر "واقعۂ کربلا اور اس کا پس منظر" کے نام سے کتاب شائع کر دی۔ سنبھلی صاحب کی کتاب فروخت کرنے کے بعد اب اسی نام سے لوگوں کو دھوکہ دے کر عبدالرشید نعمانی صاحب کی کتاب فروخت کی جا رہی ہے۔ میرا ایک دوست گزشتہ دنوں اسی فراڈ کی زد میں آیا۔ سنبھلی صاحب کی کتاب دکھا کر پیکٹ میں مولوی عبدالرشید کی کتاب پیک کر دی۔ وہ گھر آیا تو معاملہ ہی اُلٹ تھا۔ خرافات کا پلندہ اس کے سامنے تھا۔ میں نے ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ مولوی عبدالرشید نعمانی صاحب اور مُظہر نقوی صاحب دونوں نے ایرانیوں اور رافضیوں سبائیوں کو جی بھر کے خوش کیا ہے۔ اور ان کے باطل افکار و نظریات کی کامل ترجمانی کی ہے۔ ان دونوں لکھاریوں نے سب سے زیادہ حق ازواجِ مطہرات کا غصب کیا ہے۔

آپ سے گزارش ہے کہ میرے اس خط کو نقیب میں شائع کر کے جملہ اہلِ سنت کو اس فراڈ سے آگاہ فرمائیں کہ "واقعۂ کربلا" نامی کتاب خریدتے وقت مصنف مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کا نام ضرور پڑھ لیں۔

والسلام

خاکپائے ازواج و اصحابِ رسولِ علیھم الرضوان

محمد مُعاویہ۔ لاہور

○

جناب مدیر صاحب۔ سلامِ مسنون

نقیب ختمِ نبوت کا پرانا قاری ہوں۔ تازہ شمارہ میں وکیل صحابہؓ مولانا سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم کی تاریخی تقریر "یزیدی کون؟" کا مطالعہ کیا اور ماضی میں گم ہو گیا۔ میں تاریخ کا ایک طالب علم ہوں۔ کسی زمانے میں میری سوچ کا دائرہ بھی صدیوں سے مروج پروپیگنڈے کے حصار میں محدود تھا مگر تلاشِ حق، جستجوئے منزل اور ذوقِ مطالعہ نے میرے ذہن و فکر کو روشنی بخشی۔ میں سوچ کی جبری قید سے بڑی بے باکی کے ساتھ آزاد ہوا اور غور و فکر اور تحقیق و تجسس کی نئی راہیں متعین ہوئیں۔ حضرت شاہ جی کی اس تقریر سے ایسے گوشے منظرِ عام پر آئے ہیں جو بعض نام نہاد اہلِ حق (جن کو میں صورتاً سنی اور حقیقتاً سبائی کہنا پسند کروں گا) نے دیدہ دانستہ طالبانِ حق کی نظروں